آزادی کی جنگ اور باپو

ایم. رحمٰن
160 غالب اپارٹمنٹ، پروانہ روڈ، پیتم پورہ، دہلی۔110034

یہ امر حقیقت ہے کہ انسان کو سب سے زیادہ جو چیز متحرک کرتی ہے وہ یہ کہ اس کے سامنے کوئی بڑا مقصد آ جائے۔ بابائے قوم مہاتما گاندھی کی زندگی ایک طاقت ور مشن تھا۔ 'مہاتما' لفظ کیا ہے؟ ولی، نیک آدمی، اچھا، نیک سعید، یہی وجہ ہے کہ گاندھی جی کی سانسوں میں صندل کی خوشبو کا گماں ہوتا ہے۔

انگریزی کا مقولہ ہے کہ ہم دیتے ہیں تبھی پاتے ہیں۔ باپوئے ملک اور قوم کو دینے میں یقین رکھتے تھے۔ ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد 'بنا ہتھیاروں کی مہابھارت' کے لیے ملک میں فضا قائم کی۔ قابل امر بات یہ ہے کہ ۱۹۲۴ء میں گاندھی جی نے ہندو مسلم 'اتحاد' قائم کرنے کے لیے اکیس دن کچھ کھایا نہیں۔ 'آمرن ان شن برت' رکھا۔ کیوں کہ 'اتحاد' کی قیمت قربانی ادا کر کے ہی ممکن ہے۔ آخری دم تک ملک کو 'اتحاد' سے باندھے رکھا۔

۱۹۳۰ء کی مشہور 'نمک ستیہ گرہ' تحریک کے دوران سروجنی نائیڈو اُن رضا کاروں میں سے تھیں جو گاندھی جی کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلیں پھر گاندھی جی کی گرفتاری کے بعد انھوں نے ہی اس تحریک کی اس وقت تک قیادت کی جب تک کہ گجرات میں دھاراسانا کے مقام پر نمک کے تھالوں (کیاریوں) پر دھرنا دینے والوں کے ساتھ وہ خود گرفتار نہ ہوگئیں۔ 'نمک ستیہ گرہ' تحریک واپس لے لی گئی اور گاندھی جی اِروِن معاہدہ پر گاندھی جی اور ہندوستان کے وائسرائے لارڈ اِروِن نے دستخط کیے۔ یہ معاہدہ ایک سیاسی سمجھوتا تھا۔ بعد میں ۱۹۳۱ء میں گاندھی جی کو دوسری گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کے لیے لندن آنے کی دعوت دی گئی تاکہ ''اپنے راج'' کے لیے ہندوستان کی مانگ کی روشنی میں دستوری اصلاحات پر بات چیت کی جا سکے۔

ہندوستان چھوڑ تحریک کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ دوسری عالمی جنگ کا اعلان ہوگیا۔ برطانوی حکومت نے زبردستی ہندوستان کو بھی جنگ میں کھینچ لیا۔

۹ر اگست ۱۹۴۲ء کو ممبئی میں ہونے والے اجلاس میں گاندھی جی نے انگریزوں کو ہندوستان چھوڑ دینے کا الٹی میٹم دے دیا۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے ملک کے لوگوں کو ''کرنے یا مرنے'' کے لیے کہا۔

ہندوستان چھوڑ تحریک جو آزادی کے لیے ہندوستان کی جدوجہد کا آخری مرحلہ تھی اس کا یہی جنگی نعرہ تھا۔

۹ر اگست کی آدھی رات کو گاندھی جی اور کانگریس ورکنگ کمیٹی کے ممبروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ گاندھی جی، ان کے پرائیویٹ سکریٹری مہادیو ڈیسائی اور سروجنی نائیڈو کو پونا کے آغا خاں پلیس میں رکھا گیا۔ جلد ہی کستوربا گاندھی بھی ان میں شامل ہوگئیں۔

اُن برے دنوں میں جب گاندھی جی بہت افسردہ تھے تو سروجنی نائیڈو ہی تھیں جو اپنی خراب صحت کے باوجود اپنی حاضر جوابی اور قہقہوں سے گاندھی جی کو خوش رکھنے کی کوشش

کرتیں۔ کچھ عرصہ بعد کستور با گاندھی کا انتقال ہوگیا۔ تو سروجنی نائیڈو نے گاندھی جی کو مضبوط سہارا دیا اور گاندھی جی کے برابر میں پہاڑ کی طرح جم کر کھڑی ہیں۔

آزادی کی صبح ۱۴/ اگست کی آدھی رات کو دو الگ الگ ملک ہندوستان اور پاکستان بن گئے۔ پھر آزاد ہندوستان کا پہلا وزیر اعظم بنائے جانے کے لیے پنڈت جواہر لعل نہرو نے حلف لیا۔ آزادی تو بے شمار، ان گنت قربانیوں، صعوبتوں کی دہلیز سے ملی۔ ان رہنماؤں کو جنھوں نے عوام کے ساتھ مل کر آزادی حاصل کرنے کے لیے جنگ کی تھی اب دوسری طرح کے کام کرنے تھے۔ اب تک وہ انگریزوں سے لڑتے رہے اور اب انھیں آزاد بھارت کی تعمیر کی ذمہ داریاں سنبھالنی تھیں۔

۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان آزاد ہوا۔ مہاتما گاندھی، نہرو، پٹیل، مولانا آزاد اور دوسرے بڑے رہنماؤں نے دکھتے دل سے اس کا استقبال کیا کیوں کہ ان کا متحدہ ہندوستان کا خواب پورا نہیں ہوا تھا۔

ملک تقسیم ہوگیا۔ درد کا احساس تھا، مگر وہ نئے ہندوستان کی تعمیر میں جٹ گئے۔

جب گاندھی جی بنارس ہندو یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھنے بنارس آئے تو زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے لاکھوں آدمی، سماج کی اصلاح کرنے والے انگریز افسر، راجے مہاراجے اور عام شہری گاندھی جی کی تقریر سننے آئے تھے۔ گاندھی جی نے اپنی تقریر میں برطانوی حکومت کے ہاتھوں لوگوں کی لوٹ، کھسوٹ اور بے چارگی کا ذکر کیا۔ انھوں نے نہ صرف برطانوی حکومت کی بلکہ اُن کے پٹھوؤں، راجاؤں اور بعض پڑھے لکھے لوگوں کی بھی مذمت کی۔ لال بہادر شاستری جی پھولے نہیں سما رہے تھے۔ اتنے نرم مزاج اور دیکھنے میں کمزور شخص میں اتنی کشش کہاں سے آئی۔ گاندھی جی کی ہمت اور عوام پر اُن کے جادو نے انھیں حیرت میں ڈال دیا۔ انھوں نے یہ بات سمجھ لی کہ 'سچ' اور 'انصاف' سے بڑی کوئی طاقت نہیں ہوسکتی۔ دراصل وہ سچائی، عدم تشدد کے پجاری تھے۔

آزادی کا پیغام پھیلاتے وہ بگولے کی طرح سمپرن بھارت میں گھومتے اور اتنی شدت کے ساتھ وہ ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت کا احساس پیدا کرتے تھے۔ جہالت اور وہم پرستی کے اندھیرے سے باہر ہندوستانی نکلیں اور رسم و رواج اور روایات کے اُس جوئے کو اُتار پھینکیں جو ملک کو آنے والے زمانے کے بجائے گزرے ہوئے زمانہ کی طرف لے جا رہا تھا۔

مگر افسوس آزادی کا مہمان سپوت آزاد بھارت میں ۳۰/ جنوری کو گولی کا شکار بنا دیا گیا۔ یہ انگریز نہیں تھے۔ ملک کے ہی دشمن تھے۔ رنج و غم میں ڈوبے وزیر اعظم نہرو جی نے کہا:

''ہمارے درمیان سے روشنی اُٹھ گئی''

سروجنی نائیڈو نے ان الفاظ میں گاندھی جی کو خراج عقیدت پیش کیا۔ ان کے لیے عظیم موت صرف یہی تھی۔ ذاتی سوگ، ملکی سوگ منانے کا وقت ختم ہوا اب وہ وقت ہے کھڑے ہو کر یہ کہنے کا جن لوگوں نے مہاتما گاندھی جی کو اپنا کام کرنے سے روک دیا اُن کا چیلنج اب ہم قبول کرتے ہیں۔

۲/ اکتوبر ۱۸۶۹ء کو پوربندر، گجرات میں آنکھیں کھولنے والے باپوان کا نام موہن داس رکھا گیا، مگر کسے پتہ تھا آگے چل کر مہاتما گاندھی کے نام سے پکارا جائے گا۔ عظیم بھارت اور ہم ۱۳۵ کروڑ ہندوستانی اُن کے یومِ پیدائش پر ان کی عظیم قربانیوں کو سلام کرتے ہیں۔

○○